تمہیں گھیر لیا ہے۔ جس کا اندیشہ تمہیں صراط مستقیم سے دور لے گیا تھا۔ سچ پوچھو تو میں ایک جمود ہوں یا ایک دور افتادہ صدا جس نے وطن میں رہ کر بھی غریب الوطنی کی زندگی گذاری ہے۔

ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں بیتا جب میں نے تم سے کہا تھا کہ دو قوموں کا نظریہ حیات معنوی کے لئے مرض الموت کا درجہ رکھتا ہے اس کو چھوڑ دو۔ یہ ستون جن پر تم نے بھروسہ کیا ہے نہایت تیزی سے ٹوٹ رہے ہیں، لیکن تم نے سنی ان سنی برابر کر دی . . . تم دیکھ رہے ہو کہ جن سہاروں پر تمہیں بھروسہ تھا تمہیں لاوارث سمجھ کر تقدیر کے حوالے کر گئے۔

میرے بھائی! میں نے ہمیشہ سیاست کو ذاتیات سے الگ رکھنے کی کوشش کی ہے یہی وجہ ہے کہ میری بہت سی باتیں کنایوں کا پہلو لئے ہوتی ہیں، لیکن مجھے جو کچھ کہنا ہے اسے بے روک کہو تو کہنا چاہتا ہوں، متحد ہندوستان کا بٹوارہ بنیادی طور پر غلط تھا مذہبی اختلاف کو جس ڈھب سے ہوا دی گئی اس کا لازمی نتیجہ یہی آثار و مظاہر تھے۔

یہ فرار کی زندگی جو تم نے ہجرت کے مقدس نام پر اختیار کی ہے اس پر غور کرو، اپنے دلوں کو مضبوط بناؤ اور اپنے دماغوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور پھر دیکھو کہ تمہارے لئے فیصلے کتنے عاجلانہ ہیں آخر کہاں جا رہے ہو اور کیوں جا رہے ہو۔

یہ دیکھو جامع مسجد کے بلند مینار تم سے جھک کر سوال کرتے ہیں کہ تم نے اپنی تاریخ کے صفحات کو کہاں گم کر دیا ہے ابھی کل کی بات ہے کہ جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا، اور آج تم ہو کہ تمہیں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے حالانکہ دہلی تمہارے خون سے سینچی ہوئی ہے۔

عزیزو! تبدیلیوں کے ساتھ چلو یہ نہ کہو کہ ہم اس تغیر کے لئے تیار نہ تھے بلکہ اب تیار ہو جاؤ ستارے ٹوٹ گئے مگر سورج تو چمک رہا ہے۔

مولانا کی تحریریں، تقریریں، افکار و خیالات اور ان کا عمل سب ایک بڑے دانشور کی شخصیت کا جز تھا جو الہلال، البلاغ اور ترجمان القرآن کی تحریروں اور کانگریس کے سیاسی پلیٹ فارم پر بحیثیت صدر، بحیثیت ممبر ورکنگ کمیٹی اور ایک فعال ترین وزیر تعلیم ہونے کی حیثیت سے ہر جگہ نمایاں اور واضح فکر و کردار کی نمائندگی کرتی ہیں۔ آزاد ہندوستان کی فائن آرٹ اکادمی، للت کلا

اکادمی، [stain] گرانٹس کمیشن، سہ لسانی فارمولا اور ادیبوں، شاعروں اور ہنرمندوں کی حوصلہ افزائی کے انعامات کی تجویز اور عمل میں مولانا کی تمام تر کوششوں کو دخل رہا ہے۔

ادبی حیثیت سے معیار خاطر ادب، شاعری، تاریخ اور اردو و فارسی کی انشاء پردازی کا بہترین نمونہ ہے۔ اور اگر مولانا کی فکری بصیرت کا صحیح اندازہ کرنا ہو تو ۱۹۴۷ء کے ہندوستان کو دیکھا جائے کس سے وہ لوگوں کو کام کرنے کا، جینے کا، اللہ پر بھروسہ رکھنے کا، دین و ایمان پر قائم رہنے کا صائب مشورہ دیتے رہے۔ ان کے یہاں زور زبردستی نہیں تھی۔ بلکہ ان کی شیریں بیانی، انکا انداز گفتار اس قدر دلنشیں ہوتا تھا کہ سامعین کو مسحور و مسرور کر دیتا تھا۔ مولانا کے قلم کی سیاہی اتنی روشن تھی جس میں گذشتہ تاریخ کے شاندار ماضی کا بھی ذکر تھا، حال کی غلطیوں اور خامیوں کا عکس بھی تھا اور آئندہ آنے والی زندگی کے روشن مستقبل کی پیشین گوئی بھی تھی۔

بقیہ: عربی شاعری و خیالات کا اثر پروفنسا و اطالیہ کی شاعری پر

---

accadamy of the Jeux-Floraux میں جو طولوز میں (Toulouse) میں ۱۳۲۳ء میں قایم کیا تھا اور جس میں عمدہ شعراء کو انعام میں سونے چاندی کے ڈھلے ہوئے پھول دیے جاتے تھے اور جس کا ابتدائی نام مدرسۃ العلم المفرح "College du faiscave" تھا۔ ایسا قصیدہ "عذاری فیردون Vingues ou Verdun" اور دوسرا قصیدہ "ہنری رابع کی تعریف میں" بھیج کر انعام حاصل کیا تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ جب شہر مون بلیہ (Mont Pellier) میں تیرھویں صدی میں طب کا مدرسہ قائم کیا گیا جو طبیہ مدرسہ سالیرن Salerno کے بعد سب سے قدیم طبی درسگاہ تھی تو یہاں معلمین اور مدرسین عرب اور مستشرقین یہودی کو بلایا تھا کیونکہ اس وقت اندلس اوج کمال پر تھا عرب کے اس علم و فضل سے بے حد متاثر ہو کر طولوز میں یہ ادبی ادارہ قائم کیا گیا تھا جس سے فیکتور ہوگو نے انعام حاصل کیا انھیں سب تاثرات کی وجہ سے فیکتور ہوگو

عربی شاعری و خیالات کا اثر پروونسا و اطالیہ کی شاعری پر

از
جناب ڈاکٹر محمد احمد صاحب صدیقی
(پروفیسر یونیورسٹی الہ آباد)

آٹھویں صدی عیسوی کے وسط سے تیرہویں صدی عیسوی کے آغاز تک عربوں کی شاندار فتوحات اور علم نوازی روز روشن کی طرح نمایاں ہے کیمیا Chemistry فلسفہ، Philosophy طب، Medicine ریاضیات، Mathematics نجوم و تنجیم، Astronomy and astrology موسیقی Music زراعت Agriculture جغرافیہ، Geography کے عرب محسنین کو مثلاً ابن جبیر — Ibn Jubair رازی، Razes فارابی، Farabi زریاب، Zaryab ابن سینا، Avicenna ابن رشد، Averroes عمر خیام Omar Khayyam ابن الہیثم Ibnul Haitham المعری، Almarri الغزالی، Alghazali ابن باجہ، Avempace البیرونی، Alburuni ابن طفیل، Ibn Tufail الکندی، Alkindi ابن خلدون، Ibn Khaldun ابن البیطار، Ibnal Baitar ادریسی، Idrisi وغیرہم کو تاریخ فراموش نہیں کرسکتی بغداد و شام میں یونانی سریانی علوم کے ترجمے ہو رہے تھے۔ نصرانی، یہود بھی عرب کے اس چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے تھے پھر یہ علوم انھیں یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کے ذریعہ اندلس پہنچے جس کی موافق سرزمین نے اس میں چار چاند لگا دئے دوسری طرف یورپ میں جہل، لغو و فاسد عقائد کی ترقی ہو رہی تھی کلیسا کی حالت بھی دگرگوں اور ناگفتہ بہ تھی۔ مسیحی کلیسا بہت سے ایسے علوم و آداب کا مخالف تھا جن سے

وہ مسیحیت کے خلاف دہریوں اور بت پرستوں کی پیداوار سمجھتا تھا بعض راہب اپنے عبادت خانوں میں اور بعض علماء اپنے گوشوں میں کسی پرانی نحو یا تاریخ کی کتاب کا درس دیتے تھے یہ نگری عمل ایک انفرادی حیثیت رکھتا تھا۔ شارلیمان [illegible] المتوفی ۸۱۴ھ نے اپنے محل میں امیرزادوں کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا تھا لیکن اس کی وفات کے بعد امراء اور کلیسا بلکہ خود باہم امراء میں نزاعات پیدا ہو گئے جنہوں نے پرانی آبادیوں کے نشانات مٹادئے اور جو علوم حاصل کئے تھے انھیں معدوم کر دیا۔ یورپ کی ان دنوں یہ حالت تھی جس کو طلیطلہ ([illegible]) کے ایک عالم صاعد ابن احمد المتوفی ۴۶۲ھ نے یوں بیان کیا ہے "چوں کہ ان لوگوں کے سروں پر آفتاب کی شعاعیں بالکل سیدھی نہیں پڑتیں اس لئے ان کی آب وہوا اور ماحول ابر آلود رہتا ہے اس لئے ان لوگوں کے مزاج ٹھنڈے اور ان کی طبیعتیں اجڈ ہیں ... ان میں جودت طبع اور بصیرت نام کو نہیں بلکہ اس کے بجائے ان پر بے وقوفی اور کند ذہنی مسلط ہے۔" لیون [illegible] اور نبرہ [illegible] اور بارشلونا Barcelona کے حکمراں اپنی ضرورت میں قرطبہ سے رجوع کرتے تھے اس اسلامی حکومت کی وہ شہرت تھی کہ اگر ایک طرف جرمنی کی ایک ساکزن راہبہ نے اس کو "نگینۂ عالم"[1] کا لقب دیا تو دوسری طرف ایک مصنف نے اس کو "دلہن"[2] سے تشبیہ دی اور اس کے علوم وفنون کو اس کا زیور قرار دیا۔ پروفیسر ڈوزی اپنی کتاب "تاریخ مسلمانان اندلس" میں لکھتے ہیں کہ "اس شہر میں ہر قسم کے علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی تھی ابتدائی مدارس اعلیٰ درجہ کے موجود تھے اور بکثرت تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسوی یورپ میں سوائے پادریوں یا ایسے لوگوں کے جو حکومت کے بڑے عہدے رکھتے تھے سب ناخواندہ ہوتے تھے لیکن اندلس کے مسلمانوں میں تقریباً ہر متنفس پڑھا لکھا ہوتا تھا۔" اسی اندلس میں عربی شاعری میں "معنویت" مصوری اور تاثیر کی وجہ سے بڑی دلکشی پیدا ہو گئی تھی گویا اشعار محض زبان سے نہیں بلکہ

---

[1] پروفیسر حتی "عرب اور اسلام" [2] "اندلس کا تاریخی جغرافیہ" مرتبہ محمد عنایت اللہ

دل سے نکلتے تھے۔ شاعری ہی سے لوگوں کا درجہ بلند ہوتا تھا تعلیم کی عام اشاعت کی وجہ
سے اندلس کی عورتوں تک نے بڑی ترقی کی اور شلب Silves اور وادی آش Guadix -
[illegible] میں شعر و شاعری کا اتنا عام مذاق تھا کہ شاید ہی کوئی ایسا آدمی تھا جو شاعر نہ تھا حتیٰ کہ
ایک کاشتکار بھی برجستہ شعر کہہ سکتا تھا۔ اندلس میں علوم و فنون کا سیلاب آگیا اور شائقین
علم ان سرچشموں سے جو قرطبہ Cordova ، طلیطلہ Toledo ، اشبیلیہ Seville
اور غرناطہ Granada ، میں عربی شاعری میں سے پھوٹے تھے فیض یاب ہوتے تھے یعنی ایسی
یونیورسٹیوں میں عیسائیوں کی تعلیم اور صقلیہ Sicily میں مسلمانوں کے علوم و فنون سے
متاثر ہونا اور باہمی تجارت نے نصاریٰ کو عربوں سے ملنے جلنے کا کافی موقع دیا صلیبی لڑائیوں
نے بھی [illegible] نے بھی ان کے باہمی تعلق و ارتباط کو منقطع نہیں کیا بلکہ دونوں میں اور زیادہ
ارتباط ہوگیا عرب جب سرزمین فرانس میں داخل ہوا اور ان کے جنوب میں متوطن ہوکر
کاشت میں مصروف ہوا تو ان کی لڑکیوں سے شادیاں کیں ان کے یہاں سے باہمی تجارت
کا سلسلہ بھی رہا اور بہت سے شہر مثلاً نربون Narbonne اور قرقشون Carcassonne
کو آباد کیا اور ان کے قیدیوں کو پکڑ کر جامعہ قرطبہ University of Cordova کی تعمیر
میں اور دوسری عمدہ عمارتوں کی تعمیر میں مشغول کیا (مثلاً قصر الزہراء ۔ الحمراء ۔ القنطرہ وغیرہ)
تو آپس میں خلط ملط میں اور اضافہ ہوگیا اس طرح دونوں قوموں میں تبادلہ خیالات
ہوتے تھے مسلمان اس وقت بڑی ترقی پر تھے تمدن و تہذیب دونوں ہی لحاظ سے اپنے
مسیحی پڑوسی سے بہت سبقت لے گئے تھے یورپ والے مسلمانوں کی یونیورسٹیوں سے استفادہ
کرتے تھے جس کی ایک روشن مثال سلسفتر ثانی Sylvester II کی ذات گرامی ہے اس
کا نام جربر Gerbert تھا (۹۳۰ - ۱۰۰۴ م) لاطینی زبان میں علوم لاہوتیہ حاصل کرکے
طلب علم میں اندلس آیا اس نے نہ صرف صقلیہ Sicily میں قرطبہ Cordova میں اس
قدر عربی ادب حاصل کیا کہ عربی وزن و قافیے میں عربی زبان میں متعدد قصائد کہے تھے

اور اسی علم کی وجہ سے فرانس اور اٹلی میں اتنا تفوق حاصل کیا کہ مسند پوپ پر "المرتبۃ البابویۃ" ۹۹۹ سے ۱۰۰۳ تک سلفستر دوم Sylvester کے نام سے فائز رہا۔ جب اندلس سے ایک متبحر عالم ہو کر واپس ہوا اس کے علم و فضل کو دیکھ کر لوگوں نے اس کو جادوگر سمجھا بادشاہوں نے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے ان کو منتخب کیا یہی وہ شخص ہے جس نے ارقام عربی کو جس کو ہم ارقام ہندی کہتے ہیں یورپ میں رائج کیا۔ ورنہ وہ لوگ لاطینی زبان کو بمنزلہ حروف ابجد یا استعمال کرتے تھے۔ طلبہ اس کے پیچھے پیچھے دوڑے اور شعراء عرب اور ان کے ادیبوں کی تقلید کرنے لگے فرانس کے لوگ جو عرب کے پڑوسی تھے لاطینی زبان سے اعراض کرنے لگے اور عربی اشعار اور ان کے ازجال سیکھنے کی طرف مائل ہو گئے اسپین کی شاعری نے رسمیاتی قیود سے آزادی حاصل کر کے نئی نئی بحریں اور دلکش طرز اختیار کر لیا تھا جو جدید شاعری میں نمایاں ہے رزمیہ نظمیں اور عشقیہ غزلوں میں روحانی احساسات کو ظاہر کیا جانے لگا تھا نغمہ و موسیقی اور حسن ترنم شاعری کی جان تھی اسی طرز شاعری سے نصاریٰ بہت متاثر ہوئے اور عربی تغزل کے دونوں طریقوں موشحات اور ازجال کو قشتالیہ castilian کی مقبول طرز۔ villancica کی صورت میں فروغ ہوا اس طرز کو عیسائی گیتوں اور میلاد مسیح کی نظموں میں استعمال کرتے تھے اسپین نے اس خاص طریقہ کی ترقی کی جس کو strophic measures کہتے ہیں جس کی ایک قسم موشح muwashshah (ballads) ہے اور اسی کا ایک جز زجل zajal یا balingual ہے جو ولانسیکو villancica کے بالکل مماثل و مشابہ ہے ان کے باہمی تماثل و انطباق میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ ایسا انطباق صرف مصطلحات تک محدود رہے یا صرف ایک قسم کی شاعری میں رہے اگرچہ Romance افسانوی نظم میں مستند عربی عنصر کم ہی کیوں نہ ہو اس نے بروفنسا کی شاعری پر بہت اثر کیا۔ بروفنسا کی زبان اٹلی وغیرہ میں بھی بولی جاتی تھی عربی زبان سسلی۔ بروفنسا۔ اٹلی میں

شعر و شاعری کی عام زبان ہوگئی تھی عربی فوج اور ان کے سپہ سالاروں کی قربانی کا ذکر دلوں پر اثر کرتے تھے اس کی اشاعت میں وہ لوگ بہت سرگرم تھے ان مقامات کے پرانے طبقوں کے گیتوں کا بڑا حصہ اور ولایت جز الکین کے شعرا کے بہت سے گانے صرف اندلس کے عربی شعرا کے قصائد پر مشتمل تھے عربی شاعری جہاں گئی وہاں شعر گوئی کا مذاق بڑے زور و شور کے ساتھ فروغ پاتا رہا بے شمار اشعار ایک دوسرے تک منتقل ہوتے تھے ادنیٰ اعلیٰ سب ہی اس کے مداح نظر آتے تھے لفظوں کے اتار چڑھاو اور ترنم سے محظوظ ہوتے تھے اس زمانے میں فرانسیسی زبان اور اس کے ادب کو ایسی صورتِ حال پیش آئی جو ان حالات میں قدرتاً زبانوں کو پیش آتی ہے اس زمانہ میں مسلمہ طور پر عرب اور یونان بہت زیادہ متمدن تھے اس لئے فرانسیسی زبان قدرتاً عربی زبان سے متاثر ہوئی سڈلیو Sedillot لکھتا ہے کہ فرانسیسی زبان میں لاطینی زبان سے زیادہ عربی زبان کی نادر تعبیریں داخل ہوئیں لامنس Lammens کے بیان کے مطابق فرانسیسیوں نے اپنی زبان میں تو سو عربی الفاظ داخل کئے[1] عربوں نے شاعری کی جو روح مغرب میں موشح اور زجل کی صورت میں پھونکی تو ان لوگوں کو جو عربی میں ماہر ہو رہے تھے اس سے حد درجہ شغف ہوا یورپ میں شاعری کی ترقی ابھی نہیں ہوئی تھی صرف کچھ گانے اور گیتیں اس کی شاعری تھی "عربوں کے اختلاط نے یورپ کو لاطینی اقوام کے شعر کے معنی بتلائے اور جو چیز پسند آئی اسکو عربوں سے سیکھا اور عربوں کی شاعری کے دوسرے اصناف رزم، بزم، عشق و محبت کو کام میں لائے۔" (تمدنِ عرب از لیبان) ابوعبداللہ نے جب سے اپنا دردانگیز موشحہ اپنی محبوبہ مریم کی قبر پر پڑھا تھا اس وقت سے شاید ہی کوئی امیر ہوگا جس کے نام کو عاشقانہ قصیدوں یا رزمیہ نظموں نے زندہ نہ رکھا ہو اس میں اشبیلیہ Seville کا آخری بادشاہ معتمد نا قابلِ فراموش ہے پادری حضرات بھی تاثرات سے خالی نہ تھے بلکہ تقریباً عربی تمدن کے نمائندے نظر آنے لگے تھے ان میں شاعری کا شوق پیدا ہوگیا تھا قرطبہ Cordova طلیطلہ Toledo اشبیلیہ Seville اور غرناطہ Granada کے

---

[1] فرانسیسی عربی مشتق الفاظ پر ایک نظر از لامنس

اور اسی علم کی وجہ سے فرانس اور اٹلی میں اپنا تفوق حاصل کیا کہ مسند پوپ پر "المرتبۃ العالیۃ" ۹۹۹ سے ۱۰۰۳ تک سلفستر دوم [illegible] کے نام سے فائز رہا۔ جب اندلس سے ایک متبحر عالم ہو کر واپس ہوا اس کے علم و فضل کو دیکھ کر لوگوں نے اس کو جادوگر سمجھا بادشاہوں نے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے ان کو منتخب کیا یہی وہ شخص ہے جس نے ارقام عربی کو جس کو ہم ارقام ہندی کہتے ہیں یورپ میں رائج کیا۔ ورنہ وہ لوگ لاطینی زبان کو بمنزلہ حروف ابجد یہ استعمال کرتے تھے۔ طلباء اس کے پیچھے پیچھے دوڑے اور شعراء عرب اور ان کے ادیبوں کی تقلید کرنے لگے فرانس کے لوگ جو عرب کے پڑوسی تھے لاطینی زبان سے اعراض کرنے لگے اور عربی اشعار اور ان کے ازجال سیکھنے کی طرف مائل ہو گئے اسپین کی شاعری نے رسمیاتی قیود سے آزادی حاصل کر کے نئی نئی بحریں اور دلکش طرز اختیار کرلیا تھا جو جدید شاعری میں نمایاں ہے رزمیہ نظمیں اور عشقیہ غزلوں میں روحانی احساسات کو ظاہر کیا جانے لگا تھا نغمہ و موسیقی اور حسن ترنم شاعری کی جان تھی اسی طرز شاعری سے نصاریٰ بہت متاثر ہوئے اور عربی تغزل کے دونوں طریقوں موشحات اور ازجال کو قشتالیہ castilia کی مقبول طرز۔ villancica کی صورت میں فروغ ہوا اس طرز کو عیسائی گیتوں اور میلاد مسیح کی نظموں میں استعمال کرتے تھے اسپین نے اس خاص طریقہ کی ترقی کی جس کو strophic measures کہتے ہیں جس کی ایک قسم موشح Muwashshah (ballad) ہے اور اسی کا ایک جز زجل Zagal یا balingual ہے جو ولانسیکو villancico کے بالکل مماثل و مشابہ ہے ان کے باہمی تماثل و انطباق میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ ایسا انطباق صرف مصطلحات تک محدود رہے یا صرف ایک قسم کی شاعری میں رہے اگرچہ Romance افسانوی نظم میں مستند عربی عنصر کم ہی کیوں نہ ہو اس نے بروفنسا کی شاعری پر بہت اثر کیا۔ بروفنسا کی زبان اٹلی وغیرہ میں بھی بولی جاتی تھی عربی زبان سسلی۔ بروفنسا۔ اٹلی میں

شعر و شاعری کی عام زبان ہو گئی تھی عربی فوج اور ان کے سپہ سالار انہیں قوافی کا ذکر دلوں پر اثر کرتے تھے اس کی اشاعت میں وہ لوگ بہت سرگرم تھے ان مقامات کے پرانے طبقوں کے گیتوں کا بڑا حصہ اور ولایت جو آلین کے شعرا کے بہت سے گانے صرف اندلس کے عربی شعرا کے قصائد پر مشتمل تھے عربی شاعری جہاں گئی وہاں شعر گوئی کا مذاق بڑے زور و شور کے ساتھ فروغ پاتا رہا بے شمار اشعار ایک دوسرے تک منتقل ہوتے تھے ادنیٰ اعلیٰ سب ہی اس کے مداح نظر آتے تھے لفظوں کے اُتار چڑھاؤ اور ترنم سے محظوظ ہوتے تھے اس زمانے میں فرانسیسی زبان اور اس کے ادب کو ایسی صورت حال پیش آئی جو ان حالات میں قدرتاً زبانوں کو پیش آتی ہے اس زمانہ میں مسلمہ طور پر عرب اور یونان بہت زیادہ متمدن تھے اس لئے فرانسیسی زبان قدرتاً عربی زبان سے متاثر ہوئی سڈلیو Sedillot لکھتا ہے کہ فرانسیسی زبان میں لاطینی زبان سے زیادہ عربی زبان کی نادر تعبیریں داخل ہوئیں لامنس Lammens کے بیان کے مطابق فرانسیسیوں نے اپنی زبان میں نو سو عربی الفاظ داخل کئے[1] عربوں نے شاعری کی جو روح مغرب میں موشح اور زجل کی صورت میں پھونکی تو ان لوگوں کو جو عربی میں ماہر ہو رہے تھے اس سے حد درجہ شغف ہوا یورپ میں شاعری کی ترقی ابھی نہیں ہوئی تھی صرف کچھ گانے اور گیتیں اس کی شاعری تھی "عربوں کے اختلاط نے یورپ کو لاطینی اقوام کے شعر کے معنی بتلائے اور جو چیز پسند آئی اس کو عربوں سے سیکھا اور عربوں کی شاعری کے دوسرے اصناف رزم، بزم، عشق و محبت کو کام میں لائے۔" (تمدن عرب از لیبان) ابوعبداللہ نے جب سے اپنا درد انگیز موشحہ اپنی محبوبہ مریم کی قبر پر پڑھا تھا اس وقت سے شاید ہی کوئی امیر ہو گا جس کے نام کو عاشقانہ قصیدوں یا رزمیہ نظموں نے زندہ نہ رکھا ہو اس میں اشبیلیہ Seville کا آخری بادشاہ معتمد ناقابل واگذاشت ہے، پادری حضرات بھی تاثرات سے خالی نہ تھے بلکہ تقریباً عربی تمدن کے نمائندے نظر آنے لگے تھے ان میں شاعری کا شوق پیدا ہو گیا تھا قرطبہ Cordova طلیطلہ Toledo اشبیلیہ Seville اور غرناطہ Granada کے

[1] فرانسیسی عربی مشتق الفاظ پر ایک نظر از لامنس

سرچشموں سے تشنگانِ علوم اپنی پیاس بجھانے دور دراز ممالک سے آتے تھے اس طرح درمیانی تبدیلی کا ایک آلہ medium of transmission یہی زجل اور اس کا مقابل و مماثل [illegible] تھا خوش قسمتی سے اس خاص قسم کے ادب کا قیمتی حصہ زمانہ کے دست برد سے محفوظ رہ گیا تھا یعنی تقریباً ۱۵۰ قطعات ہیں جن کو ایک اندلسی شاعر ابن قزمان[۵] نے بارہویں صدی کے ابتداء میں مخلوط محاورہ میں لکھا تھا۔ ابن قزمان تروبادور troubadours کا ہم عصر تھا اس کی شاعری کی مصطلحات قوافی عروض و اوزان کے لحاظ سے بالکل عربی ہیں بحریں لفظی [illegible] میں ارکان بھی کے مطابق نہیں (syllabic) اس نے اپنے ابیات نہایت ہوشیاری سے نظم کئے ہیں جو گانے والی جماعت کے ذوق کے مطابق ہے کیوں کہ اس کی اکثر نظمیں بقول Ribera ایک ڈرامائی اور افسانوی داستان ہے جو سڑکوں پر گانے والی جماعت کے لئے لکھی گئی ہیں ان ابیات کا موازنہ بروونسالی شاعر کے مقفی طریقۂ کار سے ایک نمایاں مطابقت ظاہر کرتا ہے William of Poitier کی نظمیں ان بحروں میں لکھی گئی ہیں جو ابن قزمان کی بحروں کے بالکل مماثل ہیں بلکہ بعض تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اس تجزیہ کی ہم آہنگی کے مطابق معلوم ہوتے ہیں جو گویوں کی جماعت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور Provencal بروونسالی شاعری میں جو اوزان و قوافی کا استعمال پایا جاتا ہے اور بالیقین پایا جاتا ہے اس کے وجود کا کوئی بنیادی ثبوت ان کے یہاں نہیں ہے بخلاف اس کے اندلسی گویوں کی شاعری اب تک ان کی مقفی اور موزوں شاعری میں موجود ہے جس کا اثر بروونسال Provencal شاعری سے انفانسو کی نظموں میں یا متاخرین اندلسی شاعروں کے اشعار میں اب بھی ممتاز کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال فرانسیسیوں کے فقراء و مساکین گیارہویں صدی میں اشعار پڑھتے اور عربی مدائح خوش الحانی سے گاتے تھے اور دروازہ دروازہ راستے راستے دستِ سوال دراز کرتے تھے تو لوگ ان کے الفاظ کے حسنِ ترنم کو سن کر مسحور ہو جاتے تھے اور داد و دہش کی بارش ہونے لگتی تھی اور یہ ان کے اقوال کے فہم و ادراک یا نزاکت کی وجہ سے

---

۵ Legacy of Islam

تھیں بلکہ غایتِ شوق میں کہ کس قدر خوش لحن اور خوش نغمہ اور سرور افزا یا دردناک قوافی میں گاتے ہیں رومانی زبان دو حصوں میں منقسم ہو گئی تھی ایک کا نام لسان اوق (۱) Langue d'oc تھا اس کو اہلِ جنوب خاص کر بروفنسا Provence کے رہنے والے بولتے تھے دوسرے کا نام لسان اویل Langue d'oil تھا اس کو اہلِ شمال خاص کر جزیرہ فرنسا France بولتے تھے اور یہ وہ حکومت ہے جس کا دار السلطنت پیرس Paris ہے شمالی شعراء کو تروفیر Trouvères کہتے تھے اور جنوبی شعراء کو تروبادور Troubadours کہتے تھے تروبادور وہ لوگ ہیں جو بروفنسا کی حکومت میں مداحوں کی ایک قسم تھی یہ لوگ ایک محل سے دوسرے محل ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ کی طرف چکر لگایا کرتے تھے اپنے قصائد کو گاتے تھے امراء اور ذی وجاہت لوگوں کی تعریف کرتے تھے اور اپنے ادب کو علم مطرز [illegible] کہتے تھے ان کے اشعار میں عرب کی طرح قوافی کا استعمال نہیں ہوتا تھا بجائے قوافی کے ان کے یہاں وقف کرنے کے لئے جگہیں یعنی مرکز د موقف ہوتے تھے جیسے وہ اشعار جن کو بکریوں کے چرواہے گاتے تھے ہاں اس شاعری کا ایک فن ضرور تھا جس کو وہ لوگ تنسون Tenson کہتے تھے جو اندلسی شاعری سے مشابہ تھی اہلِ علم کا بالکل اتفاق ہے قوافی بروفنسال شاعری میں پہلی مرتبہ داخل ہوئی اور وہ بالکل عرب سے ماخوذ ہے[۱] فرانسیسیوں کے نزدیک قافیہ شعر کے ہر دو بیت یا ہر دو قطعہ کے اخیر میں صوتی حروف کے اخیر والے حرف کا اور اس کے مابعد والے ساکن حرف کا متحد ہونا ہے جیسے ساج و باج Sage, Page لہٰذا جس چیز کو سماع اور تقلید سے لیا وہ علم قوافی ہے اس سے پہلے وہ لوگ قافیہ کے عوض میں اسونانس Assonance استعمال کرتے تھے اور اس کے معنی شعر کے ہر دو بیت کے اخیر میں صوتی حروف کے اخیر والے حرف کا متحد ہونا اور اس کے بعد والے ساکن حرف کا کوئی لحاظ نہ ہونا ہے جیسے ساج Sage اور آرم Arme جن حضرات نے سائنس فلسفہ

۱؎ تاریخ الادب الافرنج والعرب از روحی بک الخالدی

ادب۔ علم تجارت وزراعت نیز مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ بطریق احسن جانتے ہیں کہ مراقشی عرب کا اثر لاطینی پر کتنا ممتاز و نمایاں ہے موجودہ شاعری میں قوافی کا وجود ہے ہلن قوافی سے یونان والے بھی ناواقف تھے کہیں کہیں لاطینی زبان میں پتہ ملتا ہے مگر وہ موجودہ قوافی و اوزان سے بالکل مغایر تھی مقاصد بھی جداگانہ تھے یہ صرف عربوں کی ترکیب میں مطابقت کے لئے وضع کی گئی تھی اس کا مقصد شعر کے اختتام کی نشان دہی کے لئے نہ تھا بلکہ مفہوم کی نشان دہی کے لئے تھا ایک فعل Verb یا ایک اسم Noun ایک دوسرے کے مقابل استعمال کیا جاتا تھا اور اس تکرار Repetition کا اثر یہ تہا نا تھا کہ شاعر مطابق اور باہم مشابہ خیالات کو تین یا چار شعر تک جاری رکھ رہا ہے اس کے بعد قوافی و اوزان کا سلسلہ منقطع ہو جاتا تھا قرونِ وسطیٰ کی لاطینی نظموں میں قوافی کا استعمال زیادتی کے ساتھ ملتا ہے یعنی آٹھویں یا نویں صدی میں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لاطینی اور عربوں کا اختلاط آٹھویں صدی میں ہوا لہذا قرین قیاس یہی ہے کہ لاطینی زبان کی پہلی مقفی شاعری عربوں ہی سے لی گئی ہے بالکل یہی حال جرمن کی مقفی شاعری کا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ قوط (گاتھ) Goths نے قوافی کو ان مشرقی ممالک سے جہاں سے وہ نکلے تھے یورپ میں رائج کیا ہو لیکن شعر کی قدیم صورت ٹیوٹانک قوم Teutonic Nation میں اسکینڈنیویا Scandinavia سے لی گئی تھی جس میں ردیف Alliteration تو تھی مگر قافیہ Rhyme نہ تھا۔ ردیف کے معنی الفاظ کی ابتدا میں انھیں حروف کو بار بار لانا ہے نہ کہ ختم پر اسی آواز کو دہرانا اور مکرر لانا ذیل میں اسی ردیف Alliteration کی جو قافیہ کی جگہ مستعمل تھی مثال لکھی جاتی ہے :

ے Hell verheissen.

It is an example of the alliterations which supplied the place of rhyme. The lines are from the German imitation of Fouqué. (Sismondi. An historical view of the literature of south of Europe)

Halo mein oheim
Kurz mein leben kuhn mein lust;
Rasch mein rasch,
Rasch der ausgang,
Fliessend blut in Nyungenstam

یہی ردیف Alliteration شمالی زبانوں کا زیور تھا اور جنوبی اقوام کے یہاں اسونانس Assonance کا استعمال نمایاں تھا لیکن قوافی جو عربی کی ہر اصناف کی شاعری کے لوازمات میں سے تھی اندر ہے اور جو کانوں کے لئے خوش آیند تھے اس کو تروبادور نے بردفانسال شاعری میں روشناس کرایا عربی شاعری میں ان قوافی کا استعمال نظم کے اختتام تک جاری رہتا ہے اور درمیان میں کہیں یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا جیسا کہ Nibelungen کی شاعری میں ہوتا ہے اسی طرح یہ اندلسی عربی شاعری کی قدیم خصوصیت ہے شہنشاہ فریڈرک Frederick جس نے بہت سے قصائد عربی میں لکھے ہیں کی ایک مشہور نظم ثابت کرتی ہے کہ قوافی کا بالکل یہی سلسلہ بردفنسال شاعروں نے استعمال کیا ہے۔ یہ شہنشاہ جو تقریباً تمام زبانوں سے واقف تھا ریمونڈ برینجر اا کاؤنٹ آف پرادنس Raymond Berenger II Count of Provence سے تورن Turan میں ۱۱۶۲ء میں ملا اور اس کو خلعت و جاگیر دی کاؤنٹ مذکور کے ساتھ بہت سے شعراء تھے جو اس کی قوم کے تھے ان شاعروں نے فریڈرک کو اپنے اعلیٰ اعلیٰ نازک خیالات کی کثرت اور اشعار کی ہم آہنگی اور اجزا کی باہمی مطابقت سے بہت خوش کیا جس کا فریڈرک نے ان الفاظ میں جواب دیا :-

French	English Translation
Plas mi cavalier Francez	*A Frenchman I'll have for my cavalier*
e la donna catalana.	*And a catalonian dame.*

El onrar del Ginoes, A Genoese for his honour clear,
Ela court de castellana, And a court of castilian fame;
Los cantar Provencalez The Provencal songs my ear to please,
Ela danza Trevisana, And the dances of Trevisan.
El ou corpo Aragonee. I'll have the grace of the Arragonese.
Ela Perla juliana, And the Pearl of Julian;
La manse kora de Angles An Englishman's hands and face for me,
Elou donzel de Toscana And a youth I'll have from Tuscany.

عربی شاعری میں بھی ہر شعر کا دوسرا مصرعہ اکثر اسی حرف پر ختم ہوتا ہے اور اسی تکرار کو بروفنسال نے اسی طرح سے اختیار کیا اسی کی ایک دوسری شاندار مثال Geofrey de Rudel کے اشعار میں پائی جاتی ہے یہ بروفنسا کے Bliaux کا ایک شریف زادہ تھا اور ان لوگوں میں تھا جن کو Frederick Barbarossa کے سامنے ۱۱۵۴ میں پیش کیا گیا تھا یہ اشعار حسب ذیل موقع پر کہے گئے تھے :- کچھ بہادران سرزمین مقدس Holy Land سے واپس ہوکر تریپولی Tripoli کی شہزادی (Countess) کی شاندار مہمان نوازی کی پرجوش تعریف کی جعفری رڈل Geoffry Rudel بن دیکھے عاشق ہوگیا اور اپنے ایک دوست Bertrand d'Allamanon کو جو اسی کی طرح تروبادور تھا ساتھ لے کر لیون Levant گیا اور جہاز پر سوار ہوکر سرزمین مقدس پہنچا راستے میں شدید بیمار ہوگیا اور جب تریپلی Tripoli کے بندرگاہ پر پہنچا تو بولنے کی طاقت بھی نہ تھی جب شاہزادی کو اطلاع ہوئی کہ ایک مشہور شاعر اس کے عشق میں مر رہا ہے تو وہ جہاز ہی پر جاکر اس سے ملی اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کو ڈھارس دلایا اور خوش کرنے کی کوشش کی تاکہ اس کے رگ و ریشہ میں کچھ قوت آجائے جعفر نے قوت گویائی کو محسوس کرکے تہ دل سے اس کا شکریہ

ادا کیا اور جذباتِ محبت کا اظہار کیا اور کیا یک اسی اثنا میں موت کا شکار ہو گیا تریپولی Tripoli میں مدفون ہوا شہزادی نے اس کی یادگار میں ایک قبر بنایا جس پر ایک عربی کتبہ نصب کیا بہرحال وہ نظم جس کو اس نے اپنے آخری سمندری سفر سے پہلے کہا تھا وہ محفوظ ہے جو ناظرین کے لئے دلچسپی اور صحیح قسم کا اثر معلوم کرنے کے لئے اصل پروفنسال معہ ترجمہ فرانسیسی و انگریزی لکھی جاتی ہے

Provencal پروفنسال	French الترجمۃ الفرنسارتیہ
Irat et dolent nan Partray	Irrite, dolent Partirai
S'ill non veryat amour de luench	Si ne vois cet amour de loin
Et non say que, aura la veray	Et ne sais quand je la verrai
Car sont trop nostras terras luend	Car sont par trop nos terres loin
Diell que fartout van e vay	Dieu qui toutes choses as fait
Et forma aquest amour luench	Et, formas cet amour si loin
Mydon Poder al cor car hay	Donne force a mon Coeur, car ai
Esper vege l'amour de luench	L'espoir de voir m'amour au loin
Sagnour tenes mi Pour veray	Ah! seigneur, tenez Pour fine vrai
L'amour que, ay vers ella de luench	L'amour que ai Pour elle de loin
Car Pour un ben que m'en eschay	Car Pour un bien que j'en aurai,
Hay mille mals, tant soy de luench	Jai mille maux tant je suis loin
Jad' autre amour non jauzirai	Jad' autre amour de Loin
Si cieu non jaudest amour de luench	Si non de cet amour de Loin
Ou, una Plus bella non en say	Ou, Une Plus, belle je ne'n sais